لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

جان نثار شہنشاہی

از تصنیف

عالیجناب صاحبزادہ محمد احمد علیخان صاحب بہادر

عرف

جناب صاحبزادہ ببن صاحب بہادر نبیرہ نواب

جنت آرام گاہ مرحوم مغفور

حسب فرمایش مصنف موصوف

حافظ فیاض الدین پرنٹر کے اہتمام سے

ابوالعلائی پریس آگرہ مین چھاپی گئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد الٰہی عم نوالہ ونعت جناب ختمی پناہی صلے اللہ علیہ و
منقبت اہلبیت اطہار وائمہ پرانوار صلواۃ علیہ وسلامہ مورخان
خوش گفتار تحریر کرتے ہین کہ جب حضرت صمدیت کو منظور ہوا کہ اپنی
خدائی کا اظہار کرے تو سب سے پہلے نور جناب سرور کونین وافتخار
دارین حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفے صلے علیہ وسلم کو خلق فرمایا اور
وہی ذات خاص وجہ تخلیق زمین و آسمان و ہیزدہ ہزار عالم کی ہوئی بموجب
آیہ قدسی لولاک لما خلقت الافلاک۔
شاہد قول ہی بعد ترتیب ارض وسماو دنیا ردنی حضرت عزرائیل علیہ السلام کو
حکم محکم درگاہ رب جلیل اعظم شانہٗ سے پہونچا کہ اے ملک
مقرب تو جا او زمین سے ایک مشت خاک بلا سماعت عذر
حاضر کر کہ ہمکو اوس خاک سے ایک پتلا بنانا منظور ہے چنانچہ حضرت
ملک الموت علیہ السلام تعجیل عجیل زمین پر آئے۔ اور

حسب الحکم ایک مشت خاک اوس سے طلب کیا زمین نے
ہر چند عذر کیا ایک نہ سنا اور مشت خاک لیکر حاضر بارگاہ احدیت
ہوئے اور اوس خاک سے ترتیب کالبد حضرت آدم علیہ السلام
اولی العزم اول کی ہوئی اور بعد تیاری وہ کالبد خاکی وَنَفَخْتُ
فِيهِ مِنْ رُّوحِي کا مصداق ہوا پھر ملائکہ کو ارشاد ہوا
کہ ہم اسکو اپنا خلیفہ بنا کر دنیا پر بھیجینگے۔ ملائکہ معترض ہوئے
کہ یہ تو ظلوم وجہول ہے۔ حضرت رب العزت کو یہ کہنا اونکا ناگوار
ہوا اور آدم علیہ السلام کو کل اشیاء و افراد کے نام تعلیم فرمائے
اور فرشتون کو مباحثہ کا حکم ہوا جب فرشتے علم اشیاء سے
قاصر ہوئے اور صفی اللہ نے ہر شے کا نام بتا دیا تو ملائکہ نے
اعتراف کر کے عرض کیا اِنِّي اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ط
پس جناب کبریا جل جلالہ نے بعد سجدہ کرانے ملائکہ کے آدمؑ کو
بہشت عنبر سرشت مین رہنے کا حکم دیا وہان ساکن ہوئے
نعمہاے جنت کہاتے پیتے رہے۔ قصور بہشت کی سیر
کرتے تھے ایسی حالت مین انکو ایک انیس و جلیس کی ضرورت
ہوئی فوراً نیند آگئی اور پہلوے چپ کی استخوان سے حوا
علیہ السلام پیدا ہوگئین اور آدمؑ کو خبر نہ ہوئی جب بیدار
ہوئے تو اپنے جوڑے کو پاس موجود پایا دریافت کیا کہ تم کون
اور کہان سے آئی ہو۔ ان مکرمہ نے کہا کہ مین ایک پارہ

ن تمہارے بدن کا حق تعالیٰ نے مجھکو تمہارے لئے
بجا ہے اور تمہارے نامزد کیا ہے فوراً امر الٰہی ہوا کہ تو میرا
م ہے اور یہ میری لونڈی ہے چونکہ تو زمین سے خلق ہوا
دم ہے اور یہ حیوان سے پیدا ہوئی ہے اس کا نام حوا رکھا
اسکو تیرے واسطے بھیجا ہے تاکہ تجھکو تسکین ہو۔ اب تو
سے اسکی خواستگاری کر انہون نے حسب الحکم درخواست
اور عرض کیا الٰہی تو مجھ سے کیا چاہتا ہے فرمایا عمل صالح
پرہیزگاری اور یہ کہ اسکو احکام دین سکھلاے حضرت
دم نے قبول کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ایک کرسی
جواہر نگار پر حضرت آدم کو بٹھایا اور سب ملایکہ جمع ہوئے
حضور رب العزت جل سلطانہ نے آدم کا نکاح کیا اور نکاح کو ساتھ
اپنی حمد و ثنا اور اپنے محبوب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے نام نامی کے ساتھ مزین فرمایا اور ارشاد ہوا کہ اب تم
دونون یہان رہو اور جو چاہو کھاؤ پیو سواے اس درخت کے
ثمر کے بلکہ اسکے پاس بھی نہ جانا اور اگر خلاف ہمارے حکم کے
کروگے تو ہو جاؤگے تم زیان کاروں سے۔ اگرچہ ہمیدان اس
قصہ کو پورا بیان کرتے جانے تو ایزاد مطلب سے باز
رہے۔ اس وجہ سے خلاصہ پیدایش آدم و حوا علیہم السلام کو
مختصر بیان کیا۔

شیطان رجیم کہ پہلے سے مدعی اور دشمن حضرت کا تھا
بذریعہ طاؤس و مار بمکر و فریب بہشت برین مین داخل ہوا اور
ان حضرات کو بہکایا اور تخم گندم دونون کو ورغلا کر کھلایا
بوجہ نافرمانی خدائے عزوجل ان کو ذلت ہوئی اور یہی باعث
اخراج جنت الماوی کا ہوا۔ جس نقشہ کو سب ہی اصحاب عقل و
دانش جانتے ہین میرے عرض کرنے کی حاجت نہین
اب مین قوم انسان سے بحث کرتا ہون یعنی ہندو ۔ مسلمان ۔
نصاریٰ و یہود ۔ آتش پرست بلکہ جتنے مذاہب مختلفہ ہین یا جو
لامذہب ہین بسبب انسان ہونے کے سب آپس مین جنسی
بھائی ہین ۔
اب یہ راقم آثم اس لفظ جنسیت کو کامل طور اپنے جملہ برادران
جنسی پر ظاہر کرتا ہے اور اس رسالہ کو چند بابون پر بیان کرکے

کس نشنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم

کا مصداق بنتا ہے وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ ۝

باب اول

تذکرۂ شاہان ماسلف اور طرز حکومت اونکی

ایہاالناس راقم اپنی اور اپنے برادران جنسی کی حالت پر سخت
افسوس کرکے عرض کرتا ہے اور جو بیخبر تنوآتا نے پانون پہیلاے
اپنی نیند سو رہے ہین باواز بلند فریاد کرکے بیدار کرتا ہے
بہائیو! ذرا بغور و تعمق خیال تو کرو کہ سو برس پہلے آپ
کیا تھے اور آپ لوگون کی کیا حالت تھی آپ اور آپ کی
اولاد جہالت کے گڑہے مین پڑے ہوئے تہے کیسے کیسے
جبر و تعدی آپ پر ہوتے تہے اور کسیکو جاے دم زدن نہ تھی
کوئی آپ کی فریاد نہ سنتا تہا۔ چکلے دار اور صوبے آپکے مال و
جایداد ذرا سے قصور پر ضبط کر لیتے تھے اور آپ کو حبس دایمی
کرتے تھے کوئی سماعت بادشاہ وقت کے حضور مین نہوتی تھی
بلکہ وہان تک تو آپ کا پہونچنا بہی محال تھا آزادی مثل
عنقا معدوم و نایاب تھی بادشاہ کی جانب سے علم کے
سیکھنے پڑہنے کے سواے شرفا کے رذیل کو ہرگز اجازت نہ تہی
جنکے حالات سے تاریخین مملو ہین۔ میرے معروضہ مین جن خطر انکو

شک وشبہ ہو وہ تاریخ کو ملاحظہ کرلین اکثر کی اولادین جبراً
چھین کر لونڈی غلام بنائے جاتے تھے۔ رئیس ووالیان
ملک جیہ ماہ برابر اپنے اپنے عہدون پہ بادشاہ وقت کی خدمت
مین حاضر رہتے تھے اب اوس دور سے اس حال کے دور کو
آپ صاحب ملاحظہ فرمائے اور میزان عقل مین رکھکر دونون کا
موازنہ کیجیے پہر بنظر انصاف فرمائے کہ عام مخلوق کے واسطے
کونسا زمانہ بہتر ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ ہر بات کیواسطے
اتفاق جمہور کی رائے پر ہے نہ قلت رائے پر۔ اب
اسکو بھی جانے دیجیے اور احکام خدا اور رسول صلعم کو دیکھنا
چاہیے کہ اوس عدالت عالیہ سے اطاعت بادشاہ وقت
کے بارے مین کیا حکم ہے۔ اوسپر عمل کرنا اور بجالانا ہم اہل اسلام کو
تو ایمان ہے اور اوس سے انحراف کرنا صریح کفر
بتا گیا اور مذہب مختلفہ بھی ایسا ہی کہتے ہونگے ہماری کتاب
آسمانی یعنی قرآن مجید مین باریتعالی عم نوالہ ارشاد فرماتا ہے
قولہ تعالی عزوجل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اوس کے رسول کی اور صاحب امر کی
صاحب امر کا اشارہ بادشاہ وقت کی جانب سے۔ یہ آیت
مقدس ہے ذرا اندک غور کرکے ملاحظہ فرمائے کہ لفظ اولی الامر
کے ساتھ کوئی قید یا تخصیص بادشاہ اسلام کی نہین فرمائی ہے

بلکہ لفظ اولی الامر عام ہے نہ خاص - جو صاحب امر مانا گیا ہو
خواہ وہ کسی قوم و مذہب کا ہو - وہ جابر ہو یا عادل ہو مگر مخلوق کو
مطیع ہونا اوس کا دل سے ضرور چاہیئے اور مخلوق جب کسی حاکم
یا بادشاہ وقت کی اطاعت و فرمان برداری کا عہد کرتی ہے
تو کیا ہوتا ہے ہر شخص فرداً فرداً جاکر وعدہ نہین کرتا ہے
بلکہ اوس قوم سے کے بزرگترین و اعلےٰ لوگ بادشاہ کے حضور
مین جاکر بقسم عہد و اقرار کرتے ہین کہ ہم ہمیشہ بادفا -
جان نثار - صلح پسند رہینگے اور اپنی جانین اور اپنا خون دولت
کے واسطے بہا دینگے - اگر کوئی دشمن ہمارے ملک پہ حملہ
کریگا تو ہم تیغ بکف دلیری اور شجاعت سے لڑکر دشمن کو
پسپا کرینگے اور اپنے بادشاہ کی مقبوضات و مفتوحات
سے ایک انچہ زمین غیر کے قبضہ مین نہین جانے دینگے پھر وہ
مخلوق بعد عہد کرنے کے اوس بادشاہ کی حفاظت اور پناہ
مین ہوجاتی ہے - جیسا جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام
کے عہد خلافت مین کفار سے عہد ہوا تہا اور حضور نے یون ارشاد
فرمایا مَنْ کَانَ لَهُ ذِمَّتُنَا فَدَمُهُ كَدِمَنَا وَدِيَتُهُ كَدِيَتِنَا ٥
یعنی جو شخص ہماری پناہ مین ہے یعنی صلح مین تو اوسکا خون ہمارا
خون ہے اور اوسکی دیت ہماری دیت ہے جسطرح ہم کسی
مسلمان کا قصاص لیتے ہین اوسیطرح کافر کا بھی عوض لین گے

خواہ وہ کوئی مذہب رکھتا ہو۔ ہم اوسکے کفیل ہین۔
اللہ اکبر کسقدر تاکید مزید صلح اور اس کے بارہ مین رب جلیل
عم نوالہٗ اپنے کلام ناطق مین فرماتا ہے اور ان وجوہات بتینہ
سے ہمارا سچّا مذہب ہمکو تعلیم کرتا ہے قولہ تعالی عزوجل
پارہ ۱۰۔ سورۂ انفال۔ رکوع ۷۔ آیت ۶۳
وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝
اگر وہ تم سے مصالحت چاہتے ہین تو تم بھی صلح کرو اور اپنے
رب پر تکیہ کرو کہ وہ سمیع و دانا تر ہے۔
اب راقم کو حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس
موقع پر لکھنا ضرور ہے۔ حدثنا۔
من قتل معاہدًا لم یرح رائحۃ الجنۃ وان ریحہا
لیوجد من مسیرۃ اربعین عامًا ۝
یعنی جس کسی نے مار ڈالا ایسے آدمی کو جو صلح کے عہد مین ہتا
وہ جنت کی بوئے خوش سے محروم رہیگا باوجودیکہ بہشت کی
خوشبو چالیس سال کی راہ سے آتی ہے۔
اے پیارے بہائیو ہمنے خدا اور رسول کا فرمان ظاہر کردیا
اب ذرا آپ صاحب منصفانہ طور سے خیال فرمائین اور
تعصب کی تاریکی کو تھوڑی دیر کے واسطے دلون سے دور
کرکے اور شمع عقل جسکی روشنی آپ کے سراپا کو روشن و

منور کر رہی ہے اوسکو کام مین لاکر توجہ فرمائے کہ آپ کو اس
حکومت مین کسقدر آزادی اور آسایش و آرام ہے کہ
ہر شخص بیدہڑک پانوُن پہیلا کر اپنی نیند چین سے
سوتا ہے - اس زمانے کے بادشاہ کو کسی مذہب والے
سے نہ عداوت ہے نہ بغض نہ وہ اپنے دین کی جانب جبراً
کسیکو مایل کرنا چاہتا ہے - گو یا عیسیٰ بدین خود و موسیٰ بدین خود
واللہ یہ مثل اسی وقت مین صادق آتی ہے سب سے پہلے
اہل ہنود کا عہد حکومت وطرز عمل ملاحظہ کیجیے کہ جمنا جو
ایک بہتا دریا ہے کسی شخص نے پانی کے واسطے ہاتھ
ڈالنا چاہا تھا - ابہی فقط انگشت ستابہ تر ہوئی تہی کہ متہرا
کے ہنود نے زبردستی سے اوس کا ہاتھ کہینچ لیا اور کہا
ہمارا دریا ناپاک ہوگیا اور سزا یہ دی کہ جو اونگلی پانی مین
تر ہوئی تہی اوسکو فوراً قطع کر دیا -
یہ نقل زبان زد خاص وعام ہے جسکی اطلاع پانے پر
محمود غزنوی نے ہندوستان پر حملہ کیا اور بعد فتحیابی سومناتھ
کا مندر منہدم کیا - راقم نے مشت نمونہ از خروارے
کے طور سے یہ ادنیٰ حال اوس عملداری کا دکہایا ہے
باقی بڑے بڑے جبر وظلم سے تاریخین مملو ہین گو یا ع
حاجت مشاطہ نیست روی دل آرام را

جو اصحاب تاریخ دان ہین وہ خود سمجھ لینگے کہ شاہان
ما سلف نے کیسے کیسے جبر و تعدی مخلوق پر کئے جنکے تحریر
بیان سے خامہ دوزبان قاصر ہے۔
ہندوستان مین ہمیشہ طوائف الملوکی رہی۔ نت روز
لڑائیان اور فساد ہوتے رہتے تھے۔ کوئی تھوڑی سی معاش کا
زمیندار بھی آرام سے نہ رہ سکتا تھا گڈھیان اور قلعہ تیار
کراتے تھے کہ ایسا نہو بیخبری مین کوئی زبردست چڑہ دوڑے
نادر شاہ کے واقعہ کو بچشم غور ملاحظہ کیجیے کہ اوس نے بعد
فتحیابی سنہری مسجد دہلی مین بیٹھکر کس شد و مد سے
اسی ہزار آدمی کا قتل عام کیا اور کیا کچھ ذخیرہ ہندوستان
سے لیگیا۔
حضرت محمد شاہ ملقب بہ رنگیلے جو اوسوقت تخت دہلی پر
جلوس فرما تھے اون کو سوائے گانے بجانے کے دوسری
طرف توجہ نہ تھی۔ مطربان شہرہ آفاق و رقاصان زہرہ
جبین کا عروج تھا اور نگہداشت فوج و عدل و داد رعایا سے
کوئی غرض ہی نہ تھی جسکا نتیجہ اوس غفلت سے اونھون
نے دیکھہ لیا اور ہزارہا بندگان خدا کا خون ہوا۔ پھر احمد شاہ
درانی دومرتبہ ہندوستان مین آیا اور کیا کچھہ نہ کر گیا
شاہان مغلیہ کے آخری بادشاہ شاہ عالم کے وقائع کو

دیکھیئے - اس کم نظری اور بد اقبالی کا کیا ٹھکانا ہے کہ ایک ادنےٰ غلام قادر نمکحرام نے بادشاہ کے سینے پر چڑھکر جبراً جبری سے آنکھین نکالکر اندھا بنا دیا اور شاہی قلعہ سے نکلکر بھاگ گیا اور کوئی گرفتار نہ کرسکا دوبارا اوس نے جیسا نازیبا معاملہ اور برابرتاؤ بادشاہ کے محلات اور اولاد کے ساتھہ کیا اوسکے لکھنے مین قلم دو زبان کے سیاہ آنسو نکلتے ہین اور مین بالتصریح بیان کرنا بھی سوے ادبی جانتا ہون -

اورنگ زیب عالمگیر نے کس بیرحمی سے اپنے تین بھائیون کو قتل کرکے اور شاہجہان جیسے باپ کو مقید کرکے تخت و تاج جبراً لیا اور قلمرو ہندوستان پر قبضہ کیا - اس معرکہ مین لاکھون آدمیون کی جانین تلف ہوئین کرورہا روپیہ کی بکھیر ہوگئی -

یہ بادشاہ سخت متعصب مذہب اہل سنت والجماعت رکھتا تھا - راجگان سے ہمیشہ ڈولے لئے جاتے تھے اگر وہ دینے مین کوئی عذر و تاخیر کرتا تھا جنگ کرکے لیا جاتا تھا جسکی بہن یا بیٹی خوبصورت ہوتی تھی خبر پانے پر وہ فوراً طلب کر لی جاتی تھی اور بمجبوری اوسکے والدین اوسکو بنا سنوار کر بادشاہ کے حضور مین پیش کرتے تھے -

واللہ کوئی پاس ولحاظ مذہب وملت کا نہ کیا جاتا تھا بعض کی ... رانیان بہی طلب کرلی گئی ہین - اللہ اکبر اس ظلم کا کچہہ ٹہکانا ہے - کوئی سال ایسا نہ گذرتا تہا کہ دو چار ملک نہ ضبط کرلئے جاتے ہون - امن وعافیت کی صورت مثل عنقا نایاب تہی معاذ اللہ کیا پر آشوب زمانہ تہا - ظل سبحانی تک پہونچنا اور اپنی داد چاہنا تو ممکن ہی نہ تہا - اجی وزیر اعظم سے بہی توکوئی نہ مل سکتا تہا -

اب انصاف سے کہئے ایسے دور فلکی کو کیا خاک ہم یاد کرین بس یون تصور کیجئے کہ ع

ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند

کا مصداق تہا - الحمد للہ علی احسانہ ہمنے اس دور مین آنکہہ کہولی جسمین شیر وبکری ایک گہاٹ پانی پیتے ہین نہ مسلمان کو ہندو سے غرض نہ ہندو کو مسلمان سے نہ عیسائی کو پارسی سے مطلب نہ پارسی کو عیسائی سے سبحان اللہ سب اپنی اپنی فکر معاد ومعاش مین غرقاب ہین آزادی ایسی کہ وایسرائے نواب گورنر جنرل اپنی فٹن پر سوار جاتے ہون اور کوئی فرد بشر اون کو سلام نہ کرے تو اون کو کچہہ پروا نہین وہ ہرگز مواخذہ نہ کرینگے کہ مین ایسا جلیل القدر

قایم مقام قیصر ہند کا جا رہا تھا اب مجھے کیونکر سلام نہ کیا
تھوڑے تھوڑے قصور پر بڑے بڑے جلیل القدر سردار
پایہ تخت سے قتل کرا دیے جاتے تھے ریاستون کے والی
ہمیشہ اندیشہ ناک اور ہر وقت بیم و رجا مین بسر کرتے تھے
بادشاہ کی اطاعت وزرا کی فرمانبرداری جو باریاب
لوگ تھے اون کی خوشنودی سیکڑون نذرانہ ہزارون
تحایف روزانہ کی خدمتگذاری - شاہی پلنگ کا پہرہ کل
ریاستون کے مالکون کو ضروری انجام دینا ہوتے تھے
دوسرے یہ کہ جسطرح تورہ چنگیز خانی مقرر ہوا تھا جسکی
گیارہ سطرین مقرر تہین ویسے ہی زمانہ شاہ اکبر سے
بہادر شاہ تک جاری تھا جسکی پہلی شرط یہ تھی کہ اگر خان
موصوف یعنی بادشاہ وقت اگر کسی کی زوجہ کو پسند فرماے
اور اوس شخص کو اطلاع ہو تو اوس کمبخت پر واجب کیا
فرض ہو گیا کہ وہ اوس منکوحہ کو اعلے قسم کے
زیور و لباس سے آراستہ کر کے بادشاہ کی نذر کرے مثل
اسکے کہ جیسے مطربان و طوایفان اپنی لڑکیان اور کنیزین
امرا کی نذر کر کے پیش کرتے ہین و در صورت عدم تعمیل
سزاے قتل مقرر تھی اور کل مال و متاع و جاگیر وغیرہ
ضبط کر لیا جاتا تھا اور اوس کا سر قلعے کے کنگرہ پر بجاے

برجی کے رکھدیا جاتا تھا۔ دو چار ہزار آدمی کا کشت و خون
ہونا ادنی سی بات تھی۔ جسکی خبر شاہ کے سمع ہمایون
تک جاتی ہی نہ تھی۔
ایک روز کا ذکر ہے کہ امیر تیمور گورگان صاحبقران
کسی ملک کو فتح کرکے واپس جا رہے تھے ایک لاکھ
اٹھائیس ہزار فاتح فوج ہمراہ رکاب تھی وزیر نے عرض کیا کہ
مابدولت و اقبال کے بندیخانہ مین جو سفری ہمراہ ہے
اسوقت پانچ لاکھ قیدی ہے۔ اگر انہون نے سرتابی کی
تو ہمکو زیادہ فکر کرنا پڑے گی۔ میری رائے مین
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان سب قیدیون کو ابھی
قتل کردیا جائے کیونکہ۔

نظم

سرچشمہ شاید گرفتن بمیل — چو پر شد نشاید گذشتن بپیل
وگر ہمچنان روزگارے ہلی — بگردد نقش از بیخ برنگسلی

وزیر کی درخواست منظور ہوئی لشکر فوج کو حکم دیا کہ حصہ رسد
آدمی تقسیم کرکے قتل کردئے جاوین۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک شخص عنایت الدین نامی کسی امیر کے لڑکے کو پڑہاتا تہا اوس کے بہی حصہ مین براے قتل گیارہ نفر انسان آئے ہرچند کہ اوس نے بسیار عذر کیا لیکن کچہہ سماعت نہ ہوئی۔

غرض اوس نے بہزار مشکل اون مظلومون کو قتل کیا۔ یہہ قصہ مشار الیہ نے اپنی سوانح عمری مین لکھا ہے کہ مین نے تمام عمر چڑیا کو ذبح نہ کیا تہا لیکن اوس موقع پہ مجھکو بہی گیارہ آدمی ذبح کرنا پڑے۔

اب ایک امر یہہ بہی قابل اظہار ہے کہ ہندوستان مین ایک بادشاہ نہ تہا بلکہ متفرق چند بادشاہتین تہین جنکے اسماے گرامی یہ ہین یعنی بادشاہ بیجاپور۔ بادشاہ گولکنڈہ حیدرآباد۔ بادشاہ گجرات۔ تخت دہلی۔ سواے ان کے جو راجہ اور صوبے سرکش ہوجاتے تہے وہ جداگانہ حکومت کرتے تہے لیکن جسقدر ریاستین خورد وکلان ہندوستان مین تہین بادشاہی خزانہ مین خراج ضروری داخل کرتی تہین مگر ساتہہ ہی اوسکے یہ بہی ہوتا تہا کہ طاقتور رئیس اپنے ہمسایہ کمزور رئیس کا علاقہ ہڑپ کر لیتا تہا وہ بیچارہ کمزور کچہہ بہی نہ کہہ سکتا تہا اور اگر کسی نے جلکر کچہہ کہا بہی تو ہزاروں جانین تلف ہوتی تہین رئیس کی بہی جان جاتی تہی فتحمند

رئیس ریاست اوس مقتول رئیس کی ہمیشہ کے واسطے ہضم کرلیتا
تہا اسکا انسداد نہ بادشاہ نہ وزرا کرتے تہے بلکہ اگر بادشاہ کو
خیال آیا اور تحقیقات بہی کی تو وہ رئیس عریضہ تحریر کرکے
بادشاہ کے حضور مین بہیجدیتا تہا کہ ابتک وہ نمکحرام
شاہی خزانہ مین خراج داخل کرتا تہا آج سے یہ فدوی
وہی خراج خزانہ عامرہ مین داخل کریگا وہ نہایت
کورنمک تہا مین نے قرار واقعی تادیب اوسکو دیدی - اسکو
بسنکر بادشاہ کانون مین تیل ڈالکر بیٹھ گئے اور یہ نہ دریافت
فرمایا کہ اوس کمبخت نے کیا کورنمکی کی تہی جو اوسکو ادب
دیکر جان سے بہی مارا اور ملک بہی ضبط کرلیا - وہ ہی مثل تھی
کہ مردہ دوزخ مین جاوے یا جنت مین ہمکو اپنے حلوا مانڈے
سے کام ہے -
اسکے سوا ایک اور بات بہی ملک کو تباہ اور طاقت کو کمزور
کرنے والی تھی وہ یہ کہ آتش رشک وحسد وبغض ونفاق
تمامی ہندوستان مین بہڑک رہی تہی جسکے شعلے چارون
سمت نمود کررہے تہے جسکی وجہ سے ہر سال خزانہ شاہی
مین خراج داخل نہوتا تہا اور پایہ تخت دہلی سے فوج کشی
ہوتی تہی اور راجہ ونواب یکے بعد دیگرے فوج شاہی سے
معرکہ جدال وقتال گرم رکہتے تھے اور ہر ایک رئیس کو

یہ ہمت ہوتی تھی اور امید کرتا تہا کیا تعجب ہے الجہگر کر تخت و تاج کا مین ہی مالک بن بیٹہون۔
بادشاہ اپنے وزرا کے اسقدر اختیار مین تھے کہ وہ مثل کٹ پتلی کے جسطرح چاہتے تھے نچاتے تھے۔ ڈاکہ زنی۔ حرام خواری۔ سرقہ بالجبر۔ کشت و خون کا بازار گرم رہتا تہا گویا ملک الموت کے ہندوستان مین ڈیرے پڑے ہوئے تھے۔ ہر سال و ہر ماہ مین لاکہون جانین تلف ہوتی تہین۔ ایک ملک سے دوسرے ملک کو سفر کرنا ممکن نہ تہا سو دو سو کوس کا سفر کرنا امر محال تہا اگر کوئی بمجبوری سفر بھی کرتا تو اوس کے لئے مسلح ہونا اور بہت سے آدمیون کے قافلے کے ساتھہ ہونا ضروری امر تہا اگر اسکے خلاف ہوتا جان سے ہاتھہ دہوتا۔ آخر مین یہانتک نوبت پہونچگئی تھی کہ جس کسی شخص نے شہر کے دروازہ سے پانون باہر رکہا اور ڈاکوؤن نے قتل کردیا۔
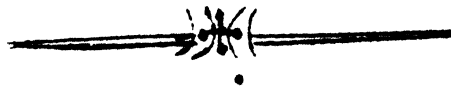
باب دوسرا

ذکر ملکہ معظمہ وکٹوریا آنجہانی وطرز حکومت اون مکرمہ مین

اب گونہ آن واقعات اور طریقہ عدل وحکومت اوس
شاہنشاہ قیصرہ ہند سابق سریر آرائے انگلستان و
ہندوستان وافریقہ وبرہا وہمہ جزایر حاکم بحر وبر
ملکہ وکٹوریا آنجہانی شجاع پرور عدل گستر رعایا نواز
جنکے کارنامے لوح سیمین پر حروف طلائی سے لکھنا سزاوار
ہین۔ مشت نمونہ از خروارے رقم کرتا ہون۔

اے پیارے بھائیو ذرا یاد کرو کہ غدر مئی ۱۸۵۷ء مین
تم نے حکامان انگریز بہادر وقوم نصاری کے ساتھ
کیسا برا برتاو کیا کس کس طرح تمنے اون کی بیش بہا جانین
لین۔ آہ! خورد سال بچون کو اون کے والدین کی آنکھون کے
سامنے ذبح کیا۔ گاجر مولی کی بھی قدر کرتے ہین اون ظالمون پر
اس سے بھی زیادہ بیدردی جاہل ظالمون نے کی ایسی

باعث سے بہت جلد اون کا اپیل عدالت خداوندی مین پیش ہوکر درجہ اجابت کو پہونچا۔

سعدی شیرازی

میازار موریکہ دانہ کش است   کہ جاندار دوجان شیرین خوش است

دیگر

بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درحق بہر استقبال می آید ۔

یعنی صاحبان انگریز بہت جلد ہندوستان پر فتحیاب ہوئے اگر وہ لوگ اپنے مصایب اور ظلمون کا عوض کرتے تو غصہ کیا کرکم ازکم دس گنا تو کرتے۔ اب خیال کیجیے کہ آدمی کی صورت ہندوستان مین معدوم ہوجاتی غایت درجہ یہ کہ ہماری پشت سے نطفے بھی ناپید ہوجاتے لیکن کیا ترحم خسروانہ تھا کہ باوجود ایسے جرم و خطا کے پہر معاف فرمایا گیا۔ ہرچند فوج و افسران فوج نے کوشش بلیغ کی کہ قانون مارشل جاری کیا جاوے اور ہمکو قتل عام کی ہندوستان مین اجازت دیجائے مگر اوس رحمدل بادشاہ نے نہ اجازت دینا تھی نہ دی جب مجبور ہوکر فوج نے ہتھیار

ڈالدئے تو ناراض ہوکر اون معظمہ نے تہوڑے وقت کے
لئے اجازت دی اور اس شعر کا سعدی علیہ الرحمتہ کے مضمون
ارشاد فرمایا ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی احسن الیٰ من اسا

جب حاکمون نے ہندوستان مین مارشل جاری کیا تو ملکہ معظمہ
ایسی رقیق القلب تہین کہ حالت ہندوستان پر گریہ فرماتی
تہین ؎

فرماسئے کسی بادشاہ نے ایسا کیا ہے کہ اپنی قوم پر کسی
دوسری قوم کو ترجیح دی ہو واللہ یہ بات سوائے قیصرۂ ہند
آنجہانی کے کسی نے نہین کی نہ کہین یہ مضمون ہمارے دیکہنے
مین آیا۔ پہر قانون و ضوابط جو ہمارے واسطے جاری کئے
اوس مین کسقدر آسانیان رکہی ہین۔ شیر و بکری کو ایک گہاٹ
پانی پلایا ہے ہر قوم کی پوری دادرسی ہوتی ہے ہر قوم اپنے
مذاہب کے کافی پابندی کرتی ہے کوئی تعرض کرنیوالا نہین
قسم قسم کی عدالتین۔ ہائی کورٹ وغیرہ کس خوبی و خوش
اسلوبی سے کام انجام دیتی ہین۔
سابق ازین قافلے جمع ہوکر ہی دس پانچ منزل کا سفر نکر سکتے

تھے۔ اگر کہین کسی کام جلد جاتا ہوتا تھا خبر نہ ملتی تھی آج بفضلہ اوسی
بادشاہ کے پرورش و عنایت سے تار برقی۔ ریل۔ جہازات
دودخانی رفاہ عام کی غرض سے جاری ہین انتظام کی یہ
حالت ہے کہ سونا اوچھالتے ہوئے کلکتہ بمبئی جاؤ اور ویسے
ہی والیس آجاؤ۔ ہمارے معبد بزرگ یعنی کعبہ معظمہ و
مدینہ منورہ کو جانا دشوار امر تھا اگر کوئی ہمت کرکے جاتا بھی
تو تکالیف بسیار اوٹھانے کے بعد اگر اوسکی زندگی نے وفا کی
تو جلدی سے جلدی تین سال مین پلٹ کر آتا تھا وہ بھی جب
ہوا بادی جہاز کے موافق ہوتی تھی پھر خشکی مین گھوڑے یا
بیل گاڑی کا سفر ہوتا تھا وہان راہزن اور ڈاکوؤن کا خوف
ہر وقت غالب رہتا تھا۔ فی الحال تنہا ایک شخص جواہر اشرفیان
اوچھالتا ہوا لیجائے کوئی خوف نہین۔ الحمد للہ نہ کوئی جبر کرسکتا
ہے نہ قتل نہ کسی سے کوئی کچھ چھین سکتا ہے۔ اب تمثیلاً اوس
فرمان واجب الاذعان کی نقل بجنسہ تحریر کرتا ہون جو ملکہ آنجہانی
نے اپنی کل رعایائے ہندوستان کو معرفت والسرائے
بہادر کے ماہ دسمبر ۱۸۷۶ء کو ارسال فرمایا تھا۔

وہو ہذا

نقل فرمان واجب الاذعان ملکہ وکٹوریا قیصرۂ ہندوستان مورخہ ماہ دسمبر ۱۸۷۶ء

بموقع دربار قیصری دہلی

مابدولت وکٹوریا بفضل خدا سلطنت متحدہ کی ملکہ قیصرۂ ہندوستان اپنے نایب السلطنت کی معرفت اپنے سب سرداران و اہل قلم و اہل سیف اور کل رؤسا و امرا اور رعایا کو جو دہلی مین اسوقت مجتمع ہین اپنی شاہی و قیصری دعا پہونچاتی ہین اور اپنی توجہ دلی اور شفقت شاہانہ سے ہند کی رعایا کو مطمئین فرماتی ہین۔ جو تکریم و تواضع رعایاے ہند نے مابدولت کے فرزند دلبند کے ساتھہ کی ہے اوس سے مابدولت کو دلی مسرت حاصل ہوئی اور مابدولت کے خاندان اور تخت کی نسبت اونکے اِن ارادات اور عقیدت نے مابدولت کے دل پر بڑا اثر کیا۔ مابدولت کو امید ہے کہ اس روز مبارک کے باعث رابطۂ محبت ہمارے اور ہماری رعایا کے درمیان زیادہ مستحکم ہون اور ہر ایک اعلی و ادنی اس بات کا یقین کرلے کہ ہمارے عہد مین حکومت کے بڑے اصول یعنی آزادی اور عدل و انصاف آپکو حاصل ہین نیز مابدولت کی سلطنت مین آپکی خوشی کی افزایش آپ کی

سرسبزی کی ترقی - آپ کی بہبودی کی زیادتی مدام مدنظر ہے فقط
زبانی جناب لارڈ لٹن صاحب بہادر - وائسراے گورنر
جنرل بہادر کشور ہندوستان -
اب یہان راقم کو ایک مختصر سی بحث کرنا ضرور ہے کہ
بادشاہان دہلی مغلیہ کے زمانے کی کیا رفتار تھی اور اب
ہمارے شاہنشاہ قیصر ہند کنگ امپیرر جارج پنجم دام ملکہم کا
عدل وداد و طرز حکومت کس پیمانے پر ہے - جسنے تاریخ
مغلیہ دیکھی ہوگی وہ جان سکتا ہے کہ تخت کو سجدہ کرایا جاتا
تھا ہر ایک راجہ نواب کی سر دربار بے حرمتی کرا دینا کوئی
بڑی بات نہ تہی - چوکی پہرہ دینا کام سپاہ کا ہے لیکن
شاہ کا پہرہ راجہ لوگ دیتے تہے - لاکھون روپیہ عیدین و
جشن وغیرہ مین پیش کرتے تہے اور اوس سے زیادہ رقم
ہر رئیس اپنے ملک کی غریب اور مظلوم رعایا سے بجبر وصول
کرتا ہتا - انصاف مانند ہما معدوم تہا - دن دہاڑے ڈاکے
پڑتے تہے - ہمارے بادشاہ جارج پنجم اور اون کے
بزرگون کے عہد معدلت مہد مین کبہی ایسا نہین ہوا
نہ کسی فرمانروا کی گونہ تذلیل کیگئی - نہ کسی کا ملک چہینا گیا نہ
کسی سے سجدہ کرایا گیا نہ غلامون کی طرح خدمتین لی گئین نہ
کسی سے خلاف تہذیب دربار مین کوئی بات کی گئی -

اسوقت مبارک مین کوئی بڑا یا چھوٹا نواب یا راجہ مہاراجہ جاگیردار
تعلقہ دار حتی کہ زمیندار جو اپنی ملک اور علاقہ پر حکومت
کرتا ہے اوسکو کامل یقین ہے کہ میرے بعد میرا بیٹا ضرور اسکا
وارث ہوگا - یہ ریاست ہمیشہ میری اولاد اور خاندان مین
رہیگی یہ نہین کہ اندک قصور پر اوسکا ملک و مال ضبط کیا گیا
زن و فرزند قتل ہوئے یا جیل خانہ مین چند روز مصیبت کی زندگی
بسر کرکے راہی ملک عدم ہوئے یا کوہ و بیابان مین حیران و
پریشان مارے مارے پھرتے ہین -
ہمارے بادشاہ کے عہد مین یہ برتاؤ رعیہ کے ناچیز کسان کے
ساتھ بھی نہین ہوتا اور کوئی زمیندار اوسکو زمین سے بیدخل
نہین کرسکتا - نہ جنگ ہے نہ جدال ہے نہ قتل ہے نہ قتال
ہے - جبر و ظلم کا نام زمانہ سے مفقود ہوگیا - گورنمنٹ انڈیا
نے اپنی تدبیر صایب سے سب کو قانون کے زبردست
پنجہ مین گانٹھ لیا ہے - رعایاے ہند ہنسی خوشی گہری نیند
سو رہی ہے فی زمانہ اکثر مغویان بیخبر سوتون کو جگاتے ہین -
للہ الحمد ہمارے قیصر ہند کے عہد مین امن و امان
قایم ہے -
میری غرض اس تقریر سے یہ ہے کہ تمامی ہندوستان مین
مردم شماری تخمیناً ۲۹ - ۳۰ کرور چند لاکھ ہے جسمین بڑی

ریاستین دوسو تریسٹھ اور خورد وکلان سب ملاکر چہہ سو شمار ہوتی
ہین جسکے مالک وراثتاً ہمارے بادشاہ جارج پنجم حکمران ہین
اور کل ریاستون کی نگرانی اونپر واجب ہے ہرطرح امن قایم
رکہنا رعایا کے واسطے قانون جاری کرنا جسکی رو سے سب کے
حقوق برابر ہون انصاف کے وقت کسی کی رعایت نہ کرنا
اونکا عین انصاف ہے اور جبتک اس قوم شاہنشاہی
مین انصاف رہیگا۔ یہ قوم بہی روز افزون بیش بہا ترقی پاکر
اپنے آپ کو عقلا کی میز ان عقل مین مدبر و انصاف پسند
ظاہر کریگی اور یہہ قوم یوماً فیوماً ترقی کریگی۔ اور ان کے
نام اسطرح دنیا پر قایم رہینگے جیسے کوہ قاف جو تمام عالم پر
محیط ہے۔

اتفاق کی ایسی حالت ہے کہ از کہہ تا مہ واز خورد تا بزرگ
یک جان و ہزار ہا قالب ہین۔

ان وجوہون سے تنزل کا خواب پریشان ایک بورہین
گورا جسکی عمر سو یا سوا سو سے زیادہ اور وہ بڑہاپے کی طرح
طرح کی تکالیف اوٹہا رہا ہو وہ بہی نہ دیکھیگا بلکہ وہ ان مصائب
اوٹہانے والا اگر اپنے خدا سے آرزو کریگا تو یہی کریگا کہ الٰہی
تو مجہکو دوبارا جوانی عطا فرما کہ سر میدان اپنے
بادشاہ کے حکم سے اوسکے مدعی سے جنگ کرکے

تمام قوم پر فدا ہو جاؤن اور میرا بادشاہ اور قوم اس جگہہ پر حکمرانی کرے اور میری قوم کی آیندہ نسلین اس سے منتفع ہون - جس زمین پر مین نے آج خون بہایا ہے۔

جہان قوم کی ایسی حالت ہو اوسپر تنزل کے کیا معنی - افسوس ہماری اقوام ہندوستان پر کہ نفاق اور بغض و حسد اعلے کو دبانا یکار اونی کا رشک کرنا - دروغ و جہالت بیقدر سنا گو ار ممنوع باتین ہین وہ سب ہمیر ختم ہین - اندرین صورت قوم کی ترقی کے کیا معنی ہے

پھوٹ جو ایک فصلی میوہ بشکل خربزہ انڈیا مین پیدا ہوتا ہے اور اہل ملک اوسکو بڑے شوق سے کہاتے ہین وہ دیہہ دیہہ اور کاشت کاشت گہر گہر موجود ہے - جہان کا یہ رنگ ہو وہان کا کیا کہنا -

انگلستان کی رعایا اپنے بادشاہ کی فرمانبردار و جان نثار ہے ملک کو اپنا ملک بادشاہ کی ترقی اپنی ترقی تصور کرتی ہے علاوہ برین دولتمند ہونا رعایا کا جب ہی ممکن ہے کہ ملک مین ہر قسم کی تجارت کرین - اپنی لیاقت ذاتی سے بڑے بڑے عہدون پر سرفراز ہون - سیاہ و سفید زمانے مین امتیاز کرین جب ترقی کے زینہ پر قوم قدم رکھتی ہے یہ نہین کہ جو منہ مین

آمادہ ملک ویا اور جو دل مین آمادہ کرلیا نام ترقی کا سیکھہ لیا ہے
اوسکے امیدوار ہین ع

برین عقل و دانش بباید گریست

خدا ہماری حالت پر رحم فرماے - اب راقم بیان اون احکامات کو
نگارش کرتا ہے جو قوم نصاری کی دوستی و اتحاد کی بارہ مین ہمارے
خدا اور رسولؐ نے بتاکید اکید ہمکو پہونچاے ہین اونکے عمل
نہ کرنے مین تاخیر کرنا ہمارا زوال ایمان ہے بلکہ اسباب مین
گفتگو کرنا کفر ہے کیونکہ نص قرانی و حدیث نبویؐ دونون سے
بیان کیا جاتا ہے - آیندہ مین آخر باب مین اپنی حقیر راے
پبلک کی خدمت مین پیش کرونگا -
میری ناچیز تصنیف کا فقط یہ منشا ہے کہ آپ حضرات کو
راہ فلاح و بہبود دکھا کر اعمال زشت و کجروی سے بچاؤن
اور جو افواہین کہ خلاف عقل دور اندیش جسمین صراحتاً جان و
مال کا نقصان ہے مین نے سماعت کی ہین جسکے استماع
سے مجھکو خوف بڑھکر شوق پیدا ہوا کہ مین بھی چند اوراق سیاہ
کرکے اور زبان کج مج کو کام مین لاکر پبلک کی خدمت مین
حاضر کرون اور میرا داور داد ارشاد میری تقریر مین ایسا اثر عطا
فرماے کہ جسکے دیکھنے اور سننے سے گمراہ مخلوق راہ راست پر

آجاے اور ایسی حالت مین مین بہی جامے سے باہر ہو کر جناب سعدی شیرازی علیہ الرحمتہ کے اس قطعہ کا مضمون نبہاؤن -

قطعہ

گہ بود کز حکیم روشن راے | برنیاید درست تدبیرے
گاہ باشد کہ کودک نادان | زغلط بر ہدف زند تیرے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

باب تیسرا

اون آیات قرآنی وحدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ کہ جو قوم نصارا کی
دوستی اوراسن کی بابت ارشاد ہوئی ہین اور بذریعہ اونکے اہل اسلام کو
احکام وارد ہوے ہین - آیۃ الفرقان مجید - پارہ چار آیۃ ۱۱۳ و ۱۱۴

سورۂ آل عمران لَیْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ
یَتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَهُمْ یَسْجُدُوْنَ ؕ یُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ

القرآن - پارہ - ۷ - سورۂ مائدہ - رکوع - ۱۰ - آخر آیت - لَتَجِدَنَّ
اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَهُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا
وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰی

ترجمہ اے پیغمبر مسلمانون کے ساتھ دشمنی کے لئے تم یہود اور
مشرکین کو سب لوگون مین زیادہ سخت پاؤ گے اور مسلمانون کے
ساتھ دوستی کے لئے سب لوگون مین اونکو قریب پاؤ گے جو اپنے
کو نصارا کہتے ہین - اسلئے کہ اون مین علماء اور زاہد ہین اور نیز
یہ لوگ تکبر نہین کرتے - آیۃ تیسری - پارہ - ۲۱ - سورۂ عنکبوت
آیۃ - ۴۶

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ترجمہ
اہل کتاب سے جھگڑا نکرو مگر نرم اور مہذبانہ طور سے بات کرو۔

اور یہ نقل اوس فرمان کی ہے جو شہنشاہ ہر دو سرا حبیب کبریا افتخار کونین سلطان دارین جناب محبوب اکرم حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ماہ محرم ۲ ہجری کو مدنیہ منورہ مین موں ستائے کے خانقاہ سینٹ کیت رائن کے پادریون کو مرحمت فرمایا ہے اور ان کے پاس اتبک محفوظ ہے جسکا ترجمہ اُردو مین یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمدؐ ابن عبداللہ اس اعلان کو تمام خلایق کے واسطے جاری کرتا اور خبر دیتا ہے۔ کہ مین خدا کا امین ہون۔ جس نے مجکو اپنی مخلوق پر مبعوث فرمایا ہے۔

اسلئے کوئی متنفس اپنے کو ناواقفیت کے بہانے کی پناہ مین نہین چھپا سکتا ہے۔ مین نے یہ اعلان قانون اور حکم کی صورت مین اپنی امت اور تمام عیسائیون کے واسطے مشرق مین اور مغرب مین دور اور نزدیک جوان اور بوڑھے عالم اور جاہل سب کے واسطے لکھا ہے۔ جو کوئی اون ہدایتون کی جو اس حکم مین لکھی گئی ہین۔ پیروی نہین کرتا وہ اپنے کو خدائے تعالیٰ کی مرضی اور خواہشون کے خلاف رہنمائی کرتا

اور خدا کی لعنت کا مستوجب بنتا ہے کوئی کیون نہو۔ سلطان
یا عام مسلمان اگر کوئی راہب کسی پہاڑ کی کہو مین غار مین
یا سیدان مین صحرا مین یا کسی شہر مین گاؤن مین یا کسی گرجا
مین زاہد اور گوشہ نشین ہو

مین خود اپنی ذات سے اپنے لشکر اپنی امت سے
ہر ایک دشمن کے مقابلہ پر جو انکو پیش آئے اون کے بچانے
کو آمادہ ہون۔ کیونکہ یہ سب لوگ میری پناہ مین ہین اور
بذات خود ہر ایک نقصان اور مصیبت کو جو اون پر نازل ہو
روکون گا اونسے کسی قسم کا خراج اور ٹکس نہ لیا جائے گا۔

سوائے اوس کے جو وہ اپنی رغبت سے مسلمانون کو
دین مگر اوس حالت مین کہ کسی نے اون کو ایسا کرنے پر
مجبور نہ کیا ہو تیسری یہ بات روا رکہنے کے قابل نہین ہے
کہ کوئی بشپ اپنی عہدہ سے اور کوئی پادری اپنے گرجا سے
یا کوئی راہب اپنی خانقاہ سے اوٹہا دیا جائے۔

کوئی اسباب گرجا سے نہ لیا جائے اور گرجا کی کوئی چیز
کبھی کسی مسجد یا کسی مسلمان کے گہر کی تعمیر مین نہ لگائی جائیگی
جو کوئی اس حکم پر عمل نہین کرتا وہ خدا اور رسول کے قانون
کے خلاف عمل کرتا ہے۔

کسی بشپ یا پادری پر ٹکس کا بوجہہ ڈالنا ممنوع ہے۔

مین خود ان احکام کو اور عیسائیون کے تمام حقوق کو ہر جگہ حمایت کرون گا۔ خشکی پر ہون یا دریا پر۔ پورب مین ہون یا پچہم مین شمال مین ہون یا جنوب مین ہون میری عنایت حمایت سے بہرہ یاب ہون بمقابلہ ہر نقصان کے اور ہر ایسی مکروہ چیز کی جو انکو بُری لگی۔

جو لوگ پہاڑون مین اور دور دراز مقامون مین زراعت کرتے ہین اون پر دہ یکے کا بوجہ نہ ڈالا جائیگا اگرچہ وہ اپنی خواہش اور خوشی سے دنیا چاہین وہ صرف اپنی معاش کے لئے بوتے ہین۔

اگر قحط پڑیگا تو فی کس سواسیر غلہ ہر گھر مین پہونچا کر ان کو سنبھالا جائے گا۔

اون کے لئے لازم اور ضرور نہو گا کہ وہ لڑائے جائین۔

جو لوگ انجیل مقدس کی پیروی کرتے ہین مناظرہ و مباحثہ اونکے ساتہ ایسی محدودی کیجائے گی گویا سب مخالفین اٹھا دی گئین اور رحمت کے بازو مین اونکو ڈہانک دیا۔

اگر عیسائی عورت مسلمانون مین آجائے یعنی کسی مسلمان سے نکاح کرلے تو اوس سے اچہا برتاؤ کیا جائے اوس کو گرجا مین جا کر عبادت کرنے کی اجازت دی جائے اور کوئی روک اوس کے مذہب کی راہ مین حایل نہ کی جائے

جو اس حکم کے خلاف عمل کرتا ہے وہ خدا اور رسول
کے خلاف کرتا ہے۔ عیسائیون کو اون کے گہر اور گرجاؤن
کی مرمت اور قایم رکہنے کے واسطے مدد دینا چاہیے۔ اُن
پر فرض نہین ہے۔ کہ ہتیار اٹھاوین۔ یعنی کسی لڑائی پر نہین
بہیجے جائینگے۔
شہادتین جو حکم کی صداقت محکم کرتی ہین جسکو
محمد ابن عبد اللہ نے کل عیسائیون کی نسبت جاری کیا ہے
کہ اون کے حقوق قایم رہین۔ فقط
علیؓ ابن ابی طالب - ابو بکرؓ ابن ابی قحافہ - عمرؓ ابن الخطاب
عثمانؓ ابن عفان - عباسؓ ابن عبد المطلب - فضلؓ ابن
عباس - عبد العظیم ابن حسن وغیرہ اوس پر برکت ہو جو اس
حکم کے پیروی کرے۔ اور اوس پر لعنت ہو جو اس حکم کے خلاف عمل
کرے۔ ان احکام کی تعمیل کرنا مسلمانون پر قیامت تک فرض ہے۔
اور جو اس کے خلاف کرے گا وہ خدا اور رسول کی
مرضی کے خلاف کرتا اور اپنی کو خدا کے خلاف رستہ
پر رہنمائی کرتا ہے اور یقیناً وہ شخص خدا کی لعنت کا
مستوجب اور نفرین کا سزاوار ہے فقط
کیون پیارے ناظرین اور اسے معزز مسلمانون
اپنے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ارشاد عالی ملاحظہ

کیا یہ وہ حکم ہے جس کی بجا آوری بعد خدا کے حکم کے ہماری
گروہ کے واسطے فرض اور مباحات ہے اور جو اہل کعبہ
اور کلمہ گو ہین اگر اس فرمان کی تعمیل مین کوتاہی کرین یا
انحراف کرین یا شک لائین تو قطعی خارج از ایمان ہین
اور اون کا گہر جہنم ہوگا۔ اب مین خدا و رسول کے احکام سنا کر
اس باب کو ختم کرتا ہون۔

باب چہارم

کچہہ خاص خاص ارباب کی سرکشی کے اظہار مین

اب مین اون حضرات سے بحث کرتا ہون جو رہنے والے
احاطۂ بنگال و مدراس و پنجاب کے ہین۔ جنہون نے
بباعث جہالت و کج فہمی اپنی مہربان عادل گورنمنٹ انڈیا
کے خلاف احکام اسوقت سیدہا رستہ چہوڑ کر کج روشی
اختیار کی باوجود ایسی نافرمانیون کے اوس بادشاہ وقت
نے جو تیس کرور انسانون کا اقلیم ہند مین باپ ہے
اوس نے اب تک اپنی نیک طینتی و رحمدلی سے اپنی
بُری اولاد کے افعال زشت سے چشم پوشی کی بلکہ کوئی ایسا
قانون جاری نہین فرمایا جو باغیون کی ہدایت و سرکوبی
کے واسطے تہدیداً فولادی پنجہ کا حکم رکہتا اور

اور وہ ہی ۔ قانون بعد مبش بہا جائین لینے کے کل سرمایہ ضبط سرکار کرتا جسکا اثر اوس مفتری غدار پر نہین پڑتا بلکہ اوس کی اولادین بھی آیندہ کو تباہ و برباد ہوجاتین غور کرنے کی بات ہے۔ کیسے کیسے شورشین و فتنہ پردازیان بنگال نے کین۔

اکثر حکامان اعلی وادنی وصاحبان انگریز بہادر جان سے مارے گئے بنگالی رعایا کے پاس سے سلاح جنگ نکلے دنیامیٹ برآمد ہوئے میگزین پکڑا گیا۔ کئی کارخانہ سودیشی کے نام سے جاری کئے۔ گورنمنٹ سے تجارت چھوڑدی بلکہ جو سامان سوداگرون کی کوٹھیون مین سجا تھا اوسکو بھی علیحدہ کرادیا۔ نوٹ کا روپیہ گورنمنٹ بنک سے وصول کرلیا خودسری کے آثار نمایان ہوئے۔

پنجاب نے بنگال کا رنگ اختیار کیا گویا خربزہ کو دیکھکر خربزہ رنگ پکڑتا ہے۔ جس کی بابت ہز اکسلنسی لارڈ کرزن سابق والیسرائے بہادر ہندوستان دام اقبالہ نے جو تقریرین کی ہین۔ وہ نہایت مدبرانہ قابل قدر ہین۔ جن کا ایک ایک الفاظ جواہر گران بہا ہے اور اُن سرکشون کی سرکشی کی گواہی دیتا ہے۔ لیکن اُن ممدوح الذکر نے بھی کوئی کافی انتظام ایسا نہ کیا۔ جو

نافرمان رعایا کو مضر و خوفناک ثابت ہوتا جس کا خوف و اثر
تمام رعایا کے دلون پر کافی پڑتا اور سب کے سب خواب
غفلت سے چونک پڑتے۔ اپنے افعال زشت پر خون کے آنسو
بہا کر معافی کی خواستگار ہوتے اور شاہی اختیارات کی آتش
غضب مشتعل ہو کر گناہگارون کے ساتھ بے گناہون کو بھی
جلا کر خاک سیاہ کر دیتے اور اُس خاک کے ڈھیر کو باد صرصر
اڑا کر لاکھون میل پھینکدیتی۔ جس کا نشان بھی اوس صفحۂ زمین
پر باقی نہ رہتا اور جو فعل چار دن بعد کیا جاوے گا وہ آج
ہی کرتے بقولے۔

آنچہ دانا کُند کُند نادان
لیک بعد از قبول رسوائی

اور اُسوقت ہمارے قیصر ہند جارج پنجم شاہ انگلستان کے لوح
سینۂ بے کینہ پر وفاداری و فرمان برداری ہندوستان کا کوئی
حرف باقی نہ رہتا لیکن الحمدللہ علی احسانہٖ میں اپنے
سب برادران تا کردہ گناہ کی طرف سے شکر اوس خالق لایزال
عم نوالہ کا بجالاتا ہون۔ کہ اوس مالک نے وہ زمانہ
آفت خیز شرانگیز ہماری آنکھون کو نہ دکھایا جس سے
نمک حرامی و نافرمانی کا داغ بدنما دامن ہندوستان پر

لگتا۔ اے میرے ھندی بہائیو مین بلا تعین و تعصب
مذاہب باد ب آپ حضرات کی خدمت بابرکت مین اپنی
دلی التجا کی درخواست پیش کرکے امید کرتا ہون کہ جملہ مضامین
مرقومہ کو ملاحظہ فرماکر منصفانہ حکم نافذ کرین گے۔ اور اس کار
آمد نصائح کو دوسرے برادران سے علم کے گوش گذار کرین
جس کا برقی اثر پبلک کے دلون پر گہرا نقش کرے اس
واسطے کہ ایک کا نفع دوسرے کے قایم رہنے پر موقوف
و منحصر ہے۔

گویا رعایا اور بادشاہ لازم و ملزوم ہین مفرد ان ہردو
سے بیکار ہے باین وجہ کہ اگر رعایا نہین تو تنہا بادشاہ کس پر
حکومت کرے گا۔ اور اگر بادشاہ نہین تو رعایا خود سر
رہی وہ نہ اپنی حفاظت کرسکتی ہے۔ نہ امان قائم رکھہ سکتی
ہے نہ کوئی قاعدہ قانون ہوگا نہ عدالت نہ کسی کا خوف بلکہ
قتل و قتال کا بازار گرم ہوگا جیسے پرانی مثل ہے۔

اندہے کی داد نہ فریاد اندہا مار بیٹھے گا۔

لہذا اس قسم کی رعایا کسی اقلیم مین نہین پائی جاتی البتہ افریقہ
مین سنا گیا ہے کہ وحشی قوم لکر و پا برہنہ درختون پر مکان بنا کر
سکونت گزین پائے جاتے ہین جو تعلیم یافتہ انسانون

سے بہاگتے ہین۔ اور لکڑی کا تیر کمان مین رکھکر بہت
ٹہیک نشانہ پر مارتے ہین لیکن اُن وحشیون مین بہی ایک
اُن کا حاکم ان ضرور ہے جسکے حکم پر وہ سب چلتے ہین۔
پس معلوم ہوا کہ بادشاہ وقت اور رعایا دونون مثل
سروتن کے ہین۔ کیونکہ تن کے واسطے سر کا ہونا لازمی ہے
اور سر کے لئے کل جسم لازم ہنین دیکھو اگر جسم سے سر جدا
کردیا جاوے تو حیات قایم نہین رہ سکتی۔
ہان اگر سر سلامت رہے تو اکثر اعضا قطع بہی کردیتے
ہین اور وہ انسان زندہ رہتا ہے۔ اب اسی کے ساتہہ چند
فقرات نہایت مختصر مجہکو یہ کہنا ہین کہ بادشاہ وقت اپنی رعایا
پر کیا حقوق رکہتا ہے اور رعایا بادشاہ پر کیا حق رکہتی ہے۔

حقوق بادشاہی رعایا پر یعنی رعایا کو بادشاہ کیساتھ کیا کام کرنا چاہیئے

حکم ماننا۔ وفاداری۔ جان نثاری۔ پابندی قانون۔ حفاظت ملک

حقوق رعایا بادشاہ پر کیا ہین یعنی بادشاہ کو رعایا کیساتہہ کیا برتاو کرنا چاہیئے

امان قایم کرنا - انصاف کا قانون جاری کرنا - نگرانی رعایا یعنی حاکمون کے جبر و تعدی سے بچانا چونکہ - اس مختصر رسالہ مین اتنی گنجایش نہین ہے - کہ پوری بحث کی جائے - اسوجہ سے مین نے اصل مطلب پر نظر رکھکر اظہار کیا ہے -

کیون حضرات آپ نے میرے معروضہ پر ضرور غور فرمایا ہوگا اور اُس فرمان شاہی مرقومۃ الصدر کو بھی دیکھا ہوگا جو لارڈ لٹن صاحب سابق ویسرائے ہند کے پاس بذریعہ تار قیصرۂ ہند کا مرسلہ آیا تھا -

جس کو صاحب ممدوح نے پڑھکر تمامی روساے ہندوستان و رعایا کو سُنایا تھا - جس کا مضمون ابھی اوپر بیان ہو چکا ہے - کیا وہ مضامین ہم رعایا کے واسطے کچھ کم تسکین دہ تھی - اب خیال کیا جائے کہ جہان ایسا بادشاہ منصف مزاج عدل گستر رعایا پرور ہوگا - وہان تمامی قلمرو مین اوسکی کوئی نام بھی جبر و ظلم کا نہ جانتا ہوگا -

ایسے شہنشاہ کا ہماری سرپرستی کرنا اور ہمکو بہرصورت امان مین رکھنا کیا تھوڑی ہمپر خدا کی عنایت ہے کیا ہم کم خوش نصیب ہین پھر اوس بادشاہ نے ہماری راحت کے واسطے سیکڑون جسمین ہزارون سڑکین تعمیر فرمائی یا ریل جہازات انواع انواع طرح کی روشنیان جاری کین طرح طرح کے مکرد

زور سے ہمکو بچایا ہماری جانون کی ذمہ داری ہماری املاکون کی حفاظت ہمارے حقوق کی نگہداشت فرمائی کیا اوس بادشاہ کی عنایت و پرورش اپنی رعایا پر نہین ہے۔ (مزوہی) شاہ ماضیہ کے زمانے کی طرز حکومت مین جبر وظلم کی دوزخ کے مقابل ہمارے قیصر ہند کی انصاف و رحمدلی سے کیا یہ زمانہ مثل جنت نہین ہے۔

یہ بات مین بھی تسلیم کرتا ہون کہ ہر قوم اور ہر مذہب کی لابدیہ خواہش دلی ہوتی ہے کہ ہمارا فرمان روا ہمارے ہی قوم کا اور ہمارے ہی مذہب کا ہو جسکی وجہ سے ہم کو قوت بڑہی اور نفع پہنچے مگر یہ ایسی بات ہے کہ کوئی دیوانہ اپنا سر خود دیوار سے ٹکرین لگا کر مجروح کر لے یا خود موت سے ہمکنار ہونے کے اسباب درست کرے تو اوسکو خارج از عقل نہین بلکہ سرشار دیوانہ کہین گے۔

اے عزیزو کیا اہل ہنود کی سلطنت کے مظالم یاد نہ رہے شاہان مغلیہ کا دور دورہ عروج سے زوال تک کے واقعات فراموش ہو گئے غیر سلطنتون کا ہندوستان پر جابرانہ قتل و دست غارت دراز کرنا لوح سینہ سے مٹ گیا۔

اہل ہند کا آپس مین کشت وخون کرنا خانہ جنگیان ہونا روسار کی معرکہ آرائیان ایک دوسرے کی جانکا خواہان

بھول گیا۔ خود بادشاہ وقت سے معرکہ آرائی چین و راحت معدوم ظلم وستم کی گرم بازاری نہ رعایا کی داد رسی نہ فوج کی نگہداشت وزرا اپنے اپنے عیش وآرام مین مستغرق امراؤن کی فواحشات سے رغبت بادشاہ عیش دوست ایک ہفتہ مین دو دو جشن کوئی مرے یا جئے اون کے عیش کی خاطر روپیہ برائے مصارف دصرل ہونا لازمی وضروری تھا۔

مردہ دوزخ مین جائے یا جنت مین ہم کو اپنے حلوا مانڈے سے کام ہے

جس اقلیم پر ایسا بادشاہ اور ایسے وزرا ہون شخصی اصول پر نہایت پیچیدہ کارروائیان کی جائین تو اوس ملک اور رعایا کی سرسبز ہونے کی کیا صورت ہے جو دولتین جمہوری قواعد سے چلائی جاتی ہین۔

جن کے بادشاہ دانا مدبر جرار فہیدہ مثل شاہ جارج پنجم ہوتے ہین وہ ملک واہل ملک کامل ترقی کرتے ہین۔ دوسری سلطنتون کو دیکھو کہ جہان شخصی دور دورا تھا وہان بھی قوم کے ہاتھ مین سلطنت کی

باگ دے دی کیونکہ جو جمہوری اصول کی پابند ہین۔ اون کی
قوم کی روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اوس ایک تاجدار
کے ساتھہ تمام قوم کا سر ہوتا ہے۔

پس ایسے بادشاہ کا دور دورا ہمارے حق مین
رحمت خدا و رسول ہے۔ ہم لاکھہ لاکھہ شکر و سپاس بے
قیاس اوس خالق دو عالم کا بجالاتے ہین۔

جس نے ہم کو اور ہمارے تمام برادران کو ایسے عہد
داد گستر مین پیدا کیا۔ جس کا انصاف و عدل تمام رعایا اور
قومون کے واسطے بلا توقف مثل پرتوۂ خورشید نصف
النہار اپنی ضیائے پر انوار برابر و یکسان ڈالتا ہے۔

لیکن اوس شاہ و شہنشاہ کو ہم نے کبھی تخت
ہندوستان پر جلوہ افروز نہ دیکھا تھا گو شہزادے
جیسے ڈیوک آف کناٹ ڈیوک آف انڈنبرا پرنس آف ویلز معہ
پرنسس بیگم صاحبہ دام اقبالہا رونق افروز ہوئے۔
الّا بادشاہ وقت کبھی ہندوستان کو تشریف
فرما نہین ہوئے۔ جن کے قدوم میمنت لزوم سے تخت
ہندوستان کو زینت ہوتی اور تاج اپنی خوش قسمتی
پر ناز کرتا۔

اب ہمارے قیصر ہندوستان جارج پنجم نے اپنی

عالی فہمی اور نیک طینتی سے عدل نوشیروان کا ثبوت دینے اور نیز یہ امر ثابت کرنے کو کہ اوس کا عدل ہمارے عدل و داد کے مقابل کچھ ہستی نہ رکہتا تھا اوس نے اپنے عہد حکومت مین ایک عدل کیا تھا جو زبان زد خاص دعام ہے ہم روزانہ بہت سے عدل کرتے ہین جو عالم پر روشن ہین۔ ہندوستان مین تشریف لاکر دربار کرنا منظور فرمایا۔

باب پنجم

اظہار رائے مصنفین

مین حقیر بہت ادب سے پہلے بنگال و پنجاب کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ آپ صاحبون کو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنے بادشاہ کے حضور مین عفو قصور کی لاجرم درخواست کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد ترحم خسروانہ کے امیدوار رہیئے۔ اور جب انسان اپنی جان کو کسی دوسرے کے سپرد کرتا ہے تو اوس کا

جملہ بار یعنی سپرد کرنیوالے کا جس نے سپرد گی
مین لیا ہے۔ وہ بہر صورت متکفل ہوجاتا ہے جس
کی مثال یہ ہے۔
دیکھو عورت ہر قوم وملت کے سوافق اقرار
وفاداری کرکے اپنے آپ کو غیر مرد کے بغیر شناخت
وصورت دیکھنے کے سپرد کرکے ہاتھہ مین ہاتھہ دیدتی
ہے۔ پہر وہ مرد اوس کو مال ومنال اور گہر بار حتےٰ ا
کہ جان تک کا مالک بنا دیتا ہے۔
چنانچہ بانھہ گہے کی لاج اسیکو کہتے ہین۔ پس معلوم
ہوا کہ وفاداری کی سب قدر کرتے ہین۔ اور راست باز کو
کبھی زوال نہین آتا۔ ایہا الناس یہ پہلا موقع ہے۔ جو
شاہ انگلستان وقیصر ہندوستان اپنے قدوم فرحت
لزوم سے خاص تخت ہندوستان کو رونق بخشین گے
اور بعد مدت مدید کے تخت کے دن پہرین گے اور اس
کی آرزو برآئے گی۔
پس اس خوشی مین جملہ اہالیان ہند کو لازم
بلکہ واجب ہے کہ خدا مان شاہ ممدوح کی ایک دعوت
بجانب کل رعایائے ہند پیش کی جائے۔ جس کا انتظام
جملہ اقوام مجتمع ہو کر کرین۔ اور یہ ایک جلسہ ایسا

ہو کہ جس کے مقابل کوئی دوسرا نہ ہوا ہو۔ ہر ہر شہر مین روشنی آتشبازی بکہیر بطور تصدق کی جائے اِس کے واسطے ایک پوری مقدار فراہم کرنا ضروری امر ہے۔

میرے خیال مین ہر ایک ایک شہر اِس کا انتظام اس طور پر کرے کہ فی کس .ر وصول کیا جائے اور جو شخص اس سے زیادہ دے تو اوس کی خوشی پر منحصر و موقوف ہے۔

ہر ایک علاقہ دار و زمیندار و دیگر ذرایع آمدنی سالانہ پر پانچ روپیہ فیصدی وصول کیا جائے سوداگران و کوٹھی داران سے دہ ۱۰ روپیہ سیکڑا سودی رقم یک سالہ پر حصول کیا جائے روسائے اسلام و راجستان اپنے ملک کی مردم شماری کے اعتبار سے اُس کا انتظام کرین اور جملہ اقوام سے بارہ ۱۲ شخص انتخاب کئے جائین اور اِس کا انتظام اون کے سپرد کیا جائے کہ وہ اپنے قدیمی اصولون پر موافق اپنی رائے کے اہتمام کرین۔

اگر پبلک اس کام کا بندوبست کرنا چاہئے تو تین ۳ ماہ مین بخوبی ہو سکتا ہے۔ اس مین دو چار دس پانچ آدمیوں کا کام نہین ہے۔ کیونکہ اس قدر کثیر رقم ایسے جلیل امر

کے واسطے اتنے آدمیون سے جمع ہونا محال ہے تاوقتیکہ جملہ اشخاص ملکر ہمت نہ کرین۔ یہ کام انجام کو ہرگز نہین پہونچ سکتا۔

دوسرے یہ خاص جلسہ جس پیمانہ پر ہونا چاہتا ہے اوس کے ہونے کی تو یہی سبیل ہے آیندہ اختیار بدست مختار ہمارا کام عرض کر دینے کا تہا۔ وہ عرض کر دیا۔

علاوہ برین جب تک یہ امر خاص اس طور پر نہ ہوگا۔ رعایاے ہند کی پوری عقیدت مندی کا اظہار ہوگا تمام قوم جس کام کو مل کر کرے جو اُس کا اعزاز اور نتیجہ ہوگا وہ چند اشخاص کا نہین ہوسکتا۔

وہ عالی نظرین اونہین پر زیادہ جھک کر پڑین اور لطف شاہی ہندول فرمائین گے۔ جس مین تمام قوم بالاتفاق بلا تفریق شرافت و مذاہب اجتماع کرکے خدمت بجالانا چاہے گی۔ جب کسی وقت مین پرنس آف ویلز تشریف فرما ہوئے تھے توجبٔ بھی عالی قدر مراتب دعوتین و جلسے ہوئے تھے لیکن وہ دعوتین ازجانب روسار و راجگان و اہل کاران سرکار ہوئی تہین۔ محض رعایا اور قوم نے اپنے سرمایۂ خاص اور اپنی طرف سے کچھہ نہین کیا تہا

اب جس طرح پر بادشاہ کا تشریف لانا ہندوستان مین
نئی بات ہے۔ ایسے ہی رعایا کی جانب سے دعوت بہی
نئی بات ہے اور یہ وہ وقت پیش آنیوالا ہے کہ آئندہ
ہم انتظیم کر سکتے کہ ہماری زندگی اس قدر وفا کرے گی۔ کہ
دو بارا اپنے بادشاہ کو ہندوستان مین رونق افروز
دیکہین گے۔

یہ بھی ہندوستان کی خوش نصیبی ہے جو شاہ نے یہ قصد
فرمایا اور اُس دلی محبت کا جو اون کے بزرگون کو اور
خاصکر اُن کو جو ہندوستان کے ساتہہ کامل ثبوت دیا ہے
اور یہہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ شاہ
جمجاہ کو اپنی تمام رعایا گورے و کالے کے جملہ حقوق کو
میزان عدل کے ایک وزن پر برابر رکہنا مدنظر ہے۔
جسکا شہرہ از مشرق تا مغرب و از جنوب تا شمال سمک سے
سماک تک ہر شخص حبت مین ہو رہا ہے
اور ہر دور اندیش عالی فہم سچائی سے کہہ سکتا ہے
کہ ہمکو پوری امید انصاف کے ایسے زمانے مین ہے یہ وہ
دور ہے کہ جس مین شیر و بھیڑ ایک گہاٹ پانی پیتے ہین۔
اس عہد مین ایک دوسرے کو نظر گرم نہین دیکہہ سکتا اور
مخلوق بے خوف و خطر بفعل و غش زندگی بسر کرتی

ہے یہ انتظام یہ سطوت و دبدبہ یہ عدل و انصاف ترحم شاہانہ بخشش خسروانہ سیاست کیاست فوج موفور خزانہ معمور و دستور معظم اہلکاران مکرم حکام والا جاہ بے مثل بے عدیل ایک سے زیادہ ایک جان نثار ایک ایک سے زیادہ ایک وفادار عقلمند زیرک فہیم باریک بین قانون دان۔

غرض ہر ایک اپنے کار منصبی کو بہت احتیاط اور لیاقت سے انجام دیتے ہین۔ جب ایسا ذی اقبال بادشاہ ہوتا ہے تو اُس کے کار پردازان سلطنت بھی مدبر و بالیاقت ہوتے ہین۔

قُدَمَا کا قول ہے کہ کج فہم روسا کو کج فہم ناقص العقل اہلکار ملتے ہین۔ اور اقبال مند عالی ہمتون کو عقل مجسم مدبر و کار دان دستور و حکام دستیاب ہوتے ہین۔ اور وہ اپنے نازک خیالیون کے ذریعہ سے دولت کو یوماً فیوماً عروج پر پہونچاتے ہین۔

اور اُن کی عاقلانہ تدابیر سے رعایا بحر جہالت کی بہنور سے نکل کر اطاعت مند مصلح پسند باوفا اپنے آپ کو ثابت کرتے ہین اور اپنے بادشاہ کی جان نثار پابند حکم مہذب رعایا بن جاتی ہے۔

بس جسکا بادشاہ ایسا ہو اوس کے وزیر و حکام کیون نہ
ایسے ہون بقولے۔

وزیر چنین شہریارے چنان
جہان چون نگیرد قرارے چنان

ہمارے ادراک اور ہمارے فہم و ذکا نے ہم کو
سب سے پہلے ہی سبق پڑھایا ہے کہ ہمارے بادشاہ
کی زیادتی سلطنت و دولت و ترقی قوت ملکی و افزونی
فوج و سپاہ روز بروز ہمکو اور ہماری تمام قومون کو دولتمند
و با ہنر بنا سکتے ہین۔

اور اسی بادشاہ کی سرسبزی و شادابی سے ہماری
قومین چین و آرام اٹھا سکتی ہین اور رعایا جب ہی متمول
و زردار ہو سکتی ہے۔ کہ جو اوس کا بادشاہ زبردست
قوت رکھتا ہو جو دوسری قوتون سے کم نہو اور اپنے
مخالفون کی مدافعت مین المضاعف تو ہی و جرار پایا جائے
جسکا شوکت و دبدبہ جس کے رعب کا اثر ایک دولت
کے دل پر گہرا نقش کئے ہو

جو ایک انچہ زمین پر کرورون روپیہ لاکھون آدمیون کا
خون کرنے کو ہر دم تیار رہے۔ وہ کونسا ایسا

بادشاہ ہے جو طبقۂ زمین پر بخوف و خطر حکمرانی
کرتا ہے وہ بہمہ صفت موصوف ہمارا بادشاہ
جمجاہ خاقان انگلستان قیصر ہندوستان کنگ
جارج پنجم خلداللہ ملکہ وافادہ علی العالمین کی ذات
بابرکات سے ہے۔ جو شاہوں کا شاہ اور قیصروں کا
قیصر ہے

جارج پنجم شاہ انگلش ثانی نوشیروان
عدل پرور دادگستر قیصر ہندوستان

جس کا رعب و جلال اور بذل و نوال اہل
جہان پر مانند آفتاب نصف النہار روشن و
منور ہے۔

اگر کوئی شپر چشم ذرا بھی اوس کے سلطنت
کے رخ پر نظر ڈالنا چاہے تو اوس کے مہر جلال کی
ضیا سے چشمان غلط بین مین چکا چوند پڑ جائے۔

پس معلوم ہوا کہ ہمارے واسطے اور تمام قومون
کے واسطے جو ہندوستان مین بود و باش رکھتے ہین۔
شاہ جارج کا دور امن و امان کا دور ہے۔ ایسے بادشاہ

عادل و منصف کریم الطبع عمیم الاخلاق پر اگر ہم اپنی جانین فدا کرین تو شایان و سزاوار ہے بلکہ اس بادشاہ کے حقوق اس سے بھی فزون ترہین

ہمیشہ کو ہمارا اور ہماری مفتادلپشت کا خون اون کے حکم پر بہنے کو تیار رہے۔ جس کی وجہ سے قوم کی آسائش۔ ملک کی ترقی۔ حفاظت جائداد و املاک کافی متصور ہے۔

کل اقوام ہند کو لازم بلکہ الزم ہے کہ اس آمد شاہنشاہی و جلوس تاج و تخت کی خوشی مین اپنی فرمان برداری و جوشش مسرت کا پورا پورا اظہار کرین۔

اور جو جو غلط کاریان قبل اس کے بنگال و دیگر اضلاع سے ظہور پذیر ہوئی ہین۔ اوس کی معافی و عذر خواہی دست لبستہ سراپردۂ شاہی پر حاضر ہوکر چاہین۔

اور جن امورات کی شکایت رکھتے ہو اوس کی عرضداشت حضور معلے مین پیش کرو۔

ممکن نہین کہ ایسا بادشاہ عادل دوران تمہارے عذرات کی سماعت اور تمہارے

معروضہ پر توجہ شاہانہ مبذول نہ فرمائی اور
اپنی مکرمت خسروانہ سے کسی کو محروم رکھے
یہ راہ مستقیم جملہ قوم کو نفع بخش معلوم ہوگی
اور مدام بھبودی و سرسبزی ہماری ساری قوم کی
اسی مین ہے۔
اب مصنف حقیر دست دُعا دراز کر کے خلاق
دو عالم عم نوالہ سے عرض کرتا ہے۔

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
دعائے کند من کنم مُستجاب
چو عاجز رہانندہ دانم ترا
درین بیکسی چون نخواہم ترا

*

الٰہی تو سمیع و بصیر ہے اور علیم و قدیر ہے
تجہ پر خفی و جلی سب روشن ہے۔ تیرے عبد
ذلیل نے جو اوراق سپید کو راتون جاگ کر سیاہ

کیا ہے بس تو نے ہی یہ مضامین میرے قلب مین القا فرمائے تھے۔ مجھہ احقر نے جو اپنے دماغ کو پریشان اور دست وزبان کو خاطرخواہ لگان دی ہے۔

خاص تیری مخلوق کو آشوب وضرر سے بچانے اور نفع ہوپنچانے کو نہ اپنے نفس کی خاطر تیری رحمت وبندہ نوازی سے امیدوار ہون کہ میری اس تحریر وتقریر مین ایسا اثر بخش کہ جو اس کو دیکھے یا سُنے دل سے قبول وپسند کر کے فوری عمل شروع کردے۔ آمین برب العباد بحرمت النبیؐ واٰلہ الامجاد۔

خاتمۃ الکلام

*

الٰہی بحق بنی فاطمہ
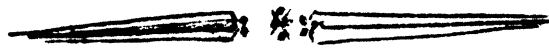
کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول

من و دست دامان آل رسول

*

اب یہاں سے یہ بندہ فقیر حقیر سراپا تقصیر اپنا نام و مقام بتا کر تذکرۂ روسائے رامپور کرتا ہے۔

مجھ احقر کا نام صاحبزادہ احمد علی خان عرف ببن صاحب خلف صاحبزادہ محمد مبارک علی خان صاحب بہادر مرحوم ابن نواب محمد سعید خان بہادر جنت آرام گاہ مغفور نور اللہ تربتہٗ سابق فرمانروائے دار السرور رامپور ہے

مجھہ کو ورن بخت کے دل مین یہ خیال آیا کہ سنا جاتا ہے۔ صوبۂ بنگال وغیرہ مین آتش بغاوت مشتعل ہو رہی ہے۔
اور اہل ہند بے خبر پاؤن پہیلائے سو رہے ہین ایسا ہو کہ اسمین خشک و تر سب جل کر خاکستر ہو جائین
لہذا مین نے خدا پر بہروسہ کر کے یہ چند اوراق لکہے تا کہ ان کو مطبوع کر کے مخلوق کو تقسیم کرون اور سوتے ہوئے بہائیون کو کوس نید و نصیحت بجا کر جگاؤن۔ اور جو لوگ بیخبر ہین اون کو باخبر کرون۔
شاید میرے ان نصائح سودمند کا نیک نتیجہ پیدا ہو اور قوم آزار و خلش سے محفوظ رہے۔
ہر چند کہ مین اور میرے آبا و اجداد گورنمنٹی شہر کے رہنے والے نہین ہین۔ ہمارا قدیمی مسکن خاص دار الریاست مصطفے آباد عرف رام پور ہے۔ فی الحال جسکے

فرمان روا زیرک و ہشیار فہمیدہ باریک بین عقل مجسم گرم و سرد

زمانہ چشیدہ فلک شوکت دار اسطوت
عالی جناب سپہر قباب حاتم دوران
سلیمان زمان عالی جاہ فرزند
دلپذیر دولت انگلشیہ مخلص الدولہ ناصر
الملک امیر الامرا ہز ہائینس نواب
محمد حامد علی خان صاحب
بہادر مستعد جنگ جی سی آئی ای کرنل
اے ڈی سی دام اقبالہم وشوکتہم
ہین حضور ممدوح کے جد کلان یعنی نواب یوسف علی خان
بہادر مغفور فردوس مکان نے جو خدمات شائستہ و
وفاداری بایستہ ایام غدر ۱۸۵۷ء مین دولت برطانیہ

کی بجالائے وہ اظہر من الشمس ہین۔ جس کی
جلدو مین گورنمنٹ انڈیا نے ایکسو چھیالیس مواضعات
اضلاع مراد آباد بریلی سے جس کی من کل الوجوہ آمدنی
سالانہ ایک لاکھ اٹھائیس ہزار پانسو ستائیس روپیہ
چار آنہ ہین۔
معہ اختیارات شاہی عطا فرمائے اور اسٹار
آف انڈیا کا تمغہ شاہی مرحمت کیا۔
پس اوس شجر بار دار کی سربلند شاخ کے
ثمر نور رس ہمارے بندگان حضور پرنور دام اقبالہم
ہین۔ اور اُس فلک ریاست کے درخشان
آفتاب ہین۔
اوس قدیمی دولتسرا کے روشن چراغ ہین
خدا اون کو صد و سی سال زندہ و سلامت رکھے۔

این دعا از من واز جملہ جہان آمین باد

واللہ ہمارے سرکار دولت مدار ہر ایک بات
مین آپ ہی اپنی نظیر ہین۔ سخاوت۔ شجاعت
تحمل۔ متانت۔ عقیل و فہیم۔ عادل و منصف

بادشاہ وقت کے پابند حکم کامل وفادار اپنے
اب وجد کے قدم بقدم گورنمنٹ کے خیرخواہ
اپنی رعایا کے دادرس دوراندیش آراستگی افواج
کے شایق۔
نظم ونسق مالی وملکی مین مہارت کامل ایک ہفتہ مین
دو اجلاس کامل فرماتے ہین۔ جسمین اکثر قواعد
وقوانین وتغیر وتبدل سول وملیٹری و دیگر احکام
ہفتہ آیندہ کے واسطے نافذ فرمائے جاتے ہین
اور روزانہ مقدمات دیوانی وفوجداری چار
گھنٹہ کامل پیش ہوکر فیصل ہوتے ہین۔
مستغیثون کا انصاف نہایت عادلانہ طور پر ہوکر
پوری دادرسی فرمائی جاتی ہے۔
مدعی اور مدعا علیہ دونون فریق خوش ہوکر اجلاس
سے نکلتے ہین ۔ ایسی اعلیٰ طبیعت ہمارے حضور پر
نور نے پائی ہے۔ جو تعریف سے مستغنی ہے۔
خداوند دوجہان ہم کو اور ہماری قوم کو الیٰ دوام
اس حکمران کے زیر حکومت و سرپرستی و
پرورش ہونا نصیب فرمائے۔
چونکہ باب پنجم مین مین نے تحریر کیا

ہے۔ کہ قوم کی طرف سے دعوت اعلیٰ حضرت شہنشاہ
کے واسطے بارہ اشخاص قوم انتخاب کرے جو
اس خدمت کو بخوشی اسلوبی انجام دین۔
نبا برآن اُن ممبران سے ایک ممبر مین
اپنی تمامی قوم و رعایاے رامپور و کل شیعانِ علی
علیہ السلام کی جانب سے منتخب کرکے اُن کا نام
نامی و اظہار اسم گرامی کرتا ہون۔
وہ کون ہین یعنی سرکار با دولت و اقبال
نواب صاحب بہادر رامپور خلد اللہ ملکہ ہین۔
آپ بالخصوص ایسے کام کے واسطے موزون
و سزاوار ہین۔ اس کار دعوت شاہی کو جیسا ہمارے
حضور انجام دین گے۔ دوسرے سے ایسا انجام پایا دشوار
ہے۔
لیجیے اب مین اپنا اظہار مطلب کرچکا پھر مکرر دستہ کرر
بطرز یاددہانی قوم کی خدمت مین دست بستہ گذارش
پرداز ہون کہ قوم کو لازم ہے۔ اپنے بادشاہ کی اطاعت
و فرمان برداری کرنے۔ اور عفوی قصور کی دل سے
امیدوار رہے۔ اور مغویون کے اغوا سے گریز کرے
آپنے سُنا ہو گا کہ غدر ۱۸۵۷ء مین جو قتل عام بذریعہ

قانون ناتسل دہلی کی خبرین جو ملکہ وکٹوریا آنجہانی نے استماع فرمائین تو جناب ممدوحہ کی آنکھون سے سیل اشک جاری ہوئے ۔ اور یہ الفاظ زبان درفشان سے ارشاد فرمائے کہ تم بھی میرے بچے ہو اور وہ بھی میرے بچے ہین اون کا دکھہ مین نہین سُن سکتی ۔

اللہ رے ترحم پھر ایسے بادشاہ کے واسطے جان ومال سے کمی کرنا شرط وفاداری سے بہت بعید ہے اور فرمان خداوندی کے بھی خلاف ہے ۔

سخن بسیار دان واندکے گو
یکے را صد مگو صد را یکے گو

ہم کو جو کچھہ عرض کرنا تھا ۔ اپنے حوصلہ سے زیادہ عرض کردیا آئیندہ آپ مختار ہین ۔

والسلام خیر ختام

۶ ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

اعلان

جملہ اہل مطابع کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کوئی صاحب بلا اجازت مصنف اس کتاب کو طبع نہ کرے

اگر

کوئی صاحب بلا اجازت مصنف طبع کرے گا

تو بجاے نفع کے نقصان اوٹھائے گا جس کتاب پر مصنف کے قلمی دستخط نہون گے مال مسروقہ متصور ہوگی

پبلک کا خادم

صاحبزادہ ہولدار صاحب بہادر خلف مصنف